URDU Gif Format

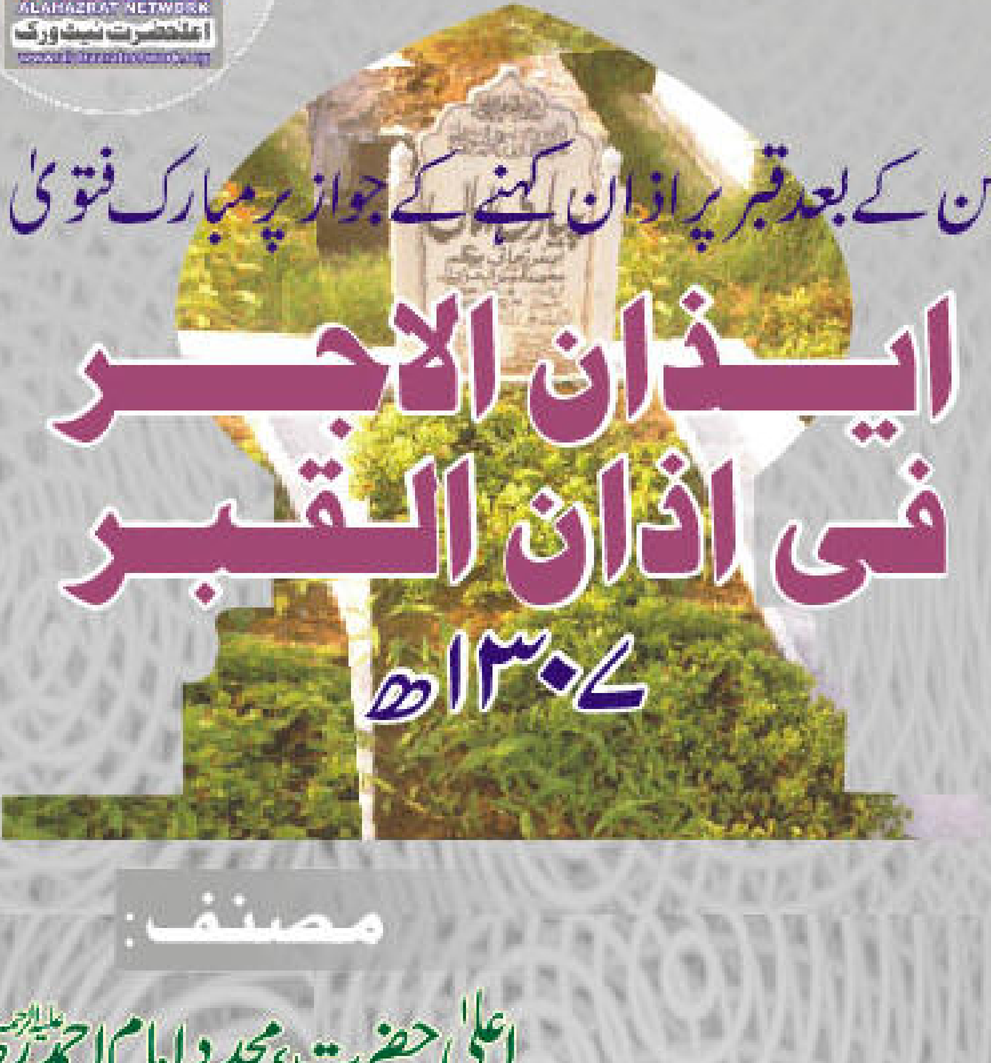

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتویٰ

ایذان الاجر فی اذان القبر

۱۳۰۷ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

ایذان الاجر فی اذان القبر [۱۳]

www.alahazratnetwork.org

(دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتوٰی)

مسئلہ (۳۸۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں، بیّنوا توجروا۔

فتوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الاذان علم الایمان وسبب الامان وسکینۃ الجنان ومنفاۃ الاحزان ومرضاۃ الرحمٰن والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من رفع اللہ ذکرہ واعظم قدرہ فبذکرہ زان کل

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے جس نے اذان کو ایمان کی علامت، سببِ امان، دلوں کا سکون، غموں کا ازالہ اور رحمان کی رضا کا ذریعہ بنایا، صلوٰۃ و سلام کاملہ تامہ ہو اس ذات پر جس کا ذکر اللہ تعالٰی نے بلند کردیا اور اس کے مرتبہ کو عظیم کیا چنانچہ ان کے ذکر سے ہر خطبہ اور اذان کو

خطبة و اذان وعلی اٰله وصحبه الذاکرین ایاه مع ذکرمولاه فی الحیٰوة والموت والوجدان والفوت وکل حین واٰن و اشهد ان لا اله الا الله الحنان المنان وان محمدا عبده ورسوله سید الانس والجان صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اٰله وصحبه المرضیین لدیه ما اُذِنَ اُذُنٌ لصوت اذان قال الفقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی سقاه المجیب من کاس الحبیب عذبا فراتا وجعله من الذین هم اھل الایمان والصلاة والاذان احیاء وامواتا اٰمین اله الحق اٰمین۔

زینت بخشی اور آپ کی آل و اصحاب پر جو موت و حیات، وجدان و فوت غرضیکہ ہر وقت اپنے رب کریم کے ذکر کے ساتھ اپنے آقا کا ذکر کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حنّان و منّان کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور انس و جن کے سردار نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں آپ پر اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر جو کہ پسندیدہ ہیں سب پر اس وقت تک اللہ تعالٰی کی رحمتیں ہوں جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں، عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی اسے اپنے حبیب کے حوض کوثر سے سیراب کرے اور اسے ان لوگوں میں سے کرے جو موت و حیات میں ایمان، نماز اور اذان والے ہیں آمین الٰہ الحق آمین (ت)

www.alahazratnetwork.org

الجواب

بعض علمائے دین نے میّت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنّت فرمایا، امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحبِ دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا:

اما المکی ففی فتاواہ وفی شرح العباب وعارض واما الرملی ففی حاشیة البحر الرائق ومرض۔

مکّی نے اپنے فتاوٰی اور شرح العباب میں نقل کیا اور اس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا۔ (ت)

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا قائلانِ جواز کے لیے اسی قدر کافی جو مدعی ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوٰی ثابت کرے پھر بھی مقامِ تبرع میں آکر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ بدلائل کثیرہ اس کی اصل شرع مطہر سے نکال سکتا ہے جنھیں بقانونِ مناظرہ اسانید سوال تصور کیجئے فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الٰی ذری التحقیق۔

دلیل اوّل وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوالِ نکیرین ہوتا ہے شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل

صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد و زن کو حیات و ممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے والعیاذ بوجہ العزیز الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفیٰن ثوری رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کرتے ہیں:

اذا سئل المیت من ربک ترأی لہ الشیطان فی صورت فیشیر الی نفسہ ای انا ربک[1] فلھذا ورد سوال التثبیت لہ حین یسئل۔

یعنی جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی مَیں تیرا رب ہُوں اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ (ت)

امام ترمذی فرماتے ہیں:

ویؤیدہ من الاخبار قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند دفن المیت اللھم اجرہ من الشیطان فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل ما دعا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بذلک[2]۔

یعنی وُہ حدیثیں جو اس کی مؤید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی! اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دُعا کیوں فرماتے۔ (ت)

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان ولہ حصاص[3]۔

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔ (ت)

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے[4]۔ اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وُہ دفع ہو جائے گا[5]۔ اخرجہ الامام ابو القاسم سلیمٰن بن احمد

---

[1] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون والمأتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

[2] " " " " " " " " "

نوٹ: یہ دونوں عبارتیں اعلٰحضرت نے بالمعنی نقل کی ہیں اس لئے الفاظ میں کافی تغیر و تبدل ہے، پہلی عبارت درست کردی ہے دوسری عبارت اس طرح ہے: فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل ما کان لیدعو لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان یجیرہ من الشیطان۔

[3] و [4] الصحیح لمسلم باب فضل الاذان و ھرب الشیطان عند سماعہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۷

[5] معجم اوسط حدیث نمبر ۷۴۳۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۸/ ۲۱۰

الطبرانی فی اوسط معاجیمہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)، ہم نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا (صبح کی خوشگوار ہوا اس بارے میں کہ اذان سے وبا دُور ہوجاتی ہے۔ت) میں اس مطلب پر بت احادیث نقل کیں، اور جب ثابت ہولیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہُوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم آیا کہ اُس کے دفع کو اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد واعانت ہُوئی جس کی خوبیوں سے قرآن وحدیث مالا مال۔

دلیل دوم امام احمد وطبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایۃ) وسوی علیہ سبح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وسبح الناس معہ طویلا ثم کبر وکبر الناس ثم قالوا یارسول اللہ لم سبحت (زاد فی روایۃ) ثم کبرت قال لقد تضایق علی ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالٰی عنہ[1]

یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ دفن ہوچکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہُوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرما دی۔(ت)

علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ای مازلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجہ اللہ اھ[2]

یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اُس تنگی سے انھیں نجات بخشی اھ(ت)

اقول اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لیے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنّت ہُوا، غایت یہ

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۷۷ - ۳۶۰

[2] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۱۱

www.alahazratnetwork.org

کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو اُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر نہ اس امرِ مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اُتارنے کے لیے ذکرِ خدا کرنا تھا، دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو دربارہ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المومنین عمر و حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ میں ہے:

لا ینبغی ان یخل بشیئ من ھذہ الکلمات لانہ ھو المنقول فلا ینقص عنہ ولو زاد فیھا جاز لان المقصود الثناء واظھار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ[1] اھ ملخصا۔

یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو اُن سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں اھ ملخصا (ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین ۱۳۰۶ھ وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔

دلیل سوم بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اُسے سن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ[2] (اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ)

رواہ احمد و مسلم وابوداود والترمذی و النسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

اسے احمد، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ نے مسلم کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی کی طرح حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مُردہ ہے اور اُسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالیٰ خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مُردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں

---

[1] الہدایۃ باب الاحرام مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۲۱۷

[2] سنن ابی داود باب فی التلقین ” آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۸

www.alahazratnetwork.org

یہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اُس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں ان کے سوال تین ہیں من ربک تیرا رب کون ہے؟ ما دینک تیرا دین کیا ہے؟ ما کنت تقول فی ھذا الرجل[1] تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتدا میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ سوال من ربک کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سوال ما کنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح جواب ما دینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وُہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلٰوۃ عماد الدین[2] تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا، اب یہ کلام سماعِ موتٰی وتلقینِ اموات کی طرف منجر ہوگا فقیر غفر اللہ تعالٰی خاص اس مسئلہ میں کتاب مبسوط مسمّٰی بہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات تحریر کر چکا جس میں پچھتّر حدیثوں اور پونے چار۳۵۰سو اقوالِ ائمہ دین وعلمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مُردوں کا سُننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اور اس پر اہلسنت وجماعت کا اجماع قائم اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاند مبطل، اور اُسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کردی یہاں اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

www.alahazratnetwork.org

دلیل چہارم ابو یعلٰی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اطفؤا الحریق بالتکبیر[3] (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ)

ابن عدی حضرت عبداللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفئ النار[4] جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وُہ آگ کو بُجھا دیتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵
[2] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کتاب الصلٰوۃ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۷/۲۸۴
[3] معجم اوسط حدیث نمبر ۸۵۶۴ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/۲۵۹
[4] الکامل فی الضعفاء الرجال از من اسمہ عبداللہ بن لہیعہ مکتبۃ اثریہ سانگلہ ہل ۴/۱۴۶۹

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں :

فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکرروہ کثیرا۔[1] "فکبروا" سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو۔ (ت)

مولٰنا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں :

التکبیر علی ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولھذا ورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق۔[2] اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری۔

وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول :

حکمت در تکبیر آنست بر اہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش در جائے افتد واز دست شمار نساید کہ بنشانید تکبیر بگوئید کہ آتش ببرکت آں تکبیر فرو نشیند چوں عذاب قبر باآتش ست ودست شما بآں نرسد تکبیر میباید گفت تا مردگان از آتش دوزخ خلاص یابند۔[3] اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے "اذا رأیتم الحریق فکبروا" یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو اور تم اسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی چونکہ عذاب قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو (تکبیر کہو) تاکہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں (ت)

یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فرد سنت ہے تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانع سنیت نہ ہونا تقریر دلیل دوم سے ظاہر۔

دلیل پنجم ابن ماجہ وبیہقی سعید بن مسیب سے راوی :

قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعہا فی یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے

---

[1] التیسیر شرح جامع الصغیر زیر حدیث مذکور مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۱/ ۱۰۰

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من باب اثبات عذاب القبر مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۱۱

[3] وسیلۃ النجاۃ

www.alahazratnetwork.org

اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطٰن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر[1]

ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اُسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ و فی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا۔

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں:

کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم[2]

یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی! اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔

ابن ابی شیبہ اُستاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی:

کانوا یستحبون اذا وضعوا المیت ان یقولوا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر وعذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم[3]

مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یُوں کہیں" اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی! اسے عذابِ قبر و عذابِ دوزخ اور شیطانِ ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

www.alahazratnetwork.org

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اول سے واضح کہ اذان رفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصود شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

دلیل ششم ابوداؤد و حاکم و بیہقی امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ قال استغفروا

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دفنِ میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد

---

[1] سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی ادخال المیت القبر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲

[2] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

[3] المصنف ابن ابی شیبہ ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳/ ۳۲۹

لاخیکم وسلوا لہ بالتثبت فانہ الاٰن یسأل[1] | کرتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقف علی القبر بعد ماسوی علیہ فیقول اللھم نزل بک صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظھرہ اللھم ثبت عند المسألۃ منطقہ ولاتبتلہ فی قبرہ بمالاطاقۃ لہ بہ[2] | یعنی جب مُردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہُوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا، الٰہی! سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

ان حدیثوں اور احادیث دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنّت ہے امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میّت کی شفاعت و عذر خواہی کے لیے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہوکر دعا یہ اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میّت کی مشغولی کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے[3] نقلہ المولی جلال الملۃ و الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرح الصدور (امام جلال الدین سیوطی نے اسے شرح الصدور میں نقل کیا ہے۔ت) اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امام آجری فرماتے ہیں،

یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلا والدعاء للمیّت[4] | مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میّت کے لیے دُعا کریں۔

اسی طرح اذکار امام نووی وجوہرۂ نیرہ و درمختار و فتاوٰی عالمگیری وغیرہا اسفار میں ہے طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے فتح القدیر و

---

[1] سنن ابوداؤد باب استغفار عند القبر للمیت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۰۳

[2] الدر المنثور زیر آیت یثبت اللہ الذین اٰمنوا الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ، قم ایران ۴/۸۳

[3] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

[4]

بحرالرائق ونہرالفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سنّت سے ثابت ہے اور برادِ بزرگ استاذ جانا کہ اذان خود دُعا بلکہ بہترین دُعا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا، تو وہ بھی اسی سنّتِ ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنیت مطلق سے کراہت فرد پر استدلال عجب تماشا ہے، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

کل دعا ذکر وکل ذکر دعاء[1] (ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افضل الدعاء الحمد للہ[2] (سب دعاؤں سے افضل دُعا الحمد للہ ہے)

اخرجه الترمذی وحسنه والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن قرار دیا، نسائی، ابنِ حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے (ت)

صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے بآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا[3] (تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔

دلیل ہفتم یہ تو واضح ہولیا کہ بعد دفن میت کے لیے دُعا سنّت ہے اور علماء فرماتے ہیں آدابِ دعا سے ہے کہ اُس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے، امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے:

اٰداب الدعاء منہا تقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ[4] م ت د۔

آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہیے مسلم، ترمذی، ابوداؤد۔ (ت)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التسبیح الخ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۵/ ۱۱۲
[2] جامع الترمذی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۷۴
[3] الصحیح لمسلم باب خفض الصوت بالذکر ؍؍ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۶
[4] حصن حصین آداب الدعاء نولکشور لکھنؤ ص ۱۴

www.alahazratnetwork.org

علامہ علی قاری حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں، یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان نے روایت کی، ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عمل صالح ہے تو دُعا پر اُس کی تقدیم مطابق مقصود وسنّت ہُوئی۔

دلیل ہشتم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثنتان لا تردّ الدعاء عند النداء وعند البأس۔[1]

دو دعائیں رَد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفّار سے لڑائی شروع ہو۔

اخرجہ ابوداؤد وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء۔[2]

جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

اخرجہ ابویعلی والحاکم عن ابی امامۃ الباھلی وابوداود الطیالسی وابویعلی والضیاء فی المختارۃ بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

یہ روایت ابویعلٰی اور حاکم نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور ابوداؤد طیالسی اور ابویعلٰی اور ضیاء الدین نے المختارہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سندِ صحیح کے ساتھ بیان کی ہے (ت)

ان حدیثوں سے ثابت ہُوا کہ اذان اسباب اجابت دعا سے ہے اور یہاں دعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اُس کے اسباب اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

دلیل نہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یغفر اللہ للمؤذن منتہی اذانہ ویستغفر لہ

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کے لیے

---

[1] المستدرک علی الصحیحین لا یرد الدعاء عند الاذان وعند البأس مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۱۹۸

[2] ؍؍ ؍؍ اجابۃ الاذان والدعاء بعدہ ؍؍ ؍؍ ۱/۵۴۶

www.alahazratnetwork.org

كل رطب ويابس سمع صوته[1]۔

اُتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر و خشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لیے استغفار کرتی ہے۔

اخرجه الامام احمد بسند صحيح واللفظ له والبزار والطبرانی فی الكبير عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما ونحوه عند احمد وابی داؤد والنسائی وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان من حديث ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه وصدره عند احمد والنسائی بسند حسن جيد عن البراء بن عازب والطبرانی فی الكبير عن ابی امامة وله فی الاوسط عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنهم۔

اسے امام احمد نے سندِ صحیح کے ساتھ تخریج کیا اور یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور بزار، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، اور اس کی مثل احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس کا ابتدائی حصہ احمد اور نسائی نے سند حسن اور جید کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دُعا زیادہ قابلِ قبول و اقرب باجابت ہے، اور خود حدیث میں وارد کہ مغفوروں سے دُعا منگوانی چاہئے، امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا لقيت الحاج فسلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له[2]۔

جب تو حاجی سے ملے اُسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اُس سے اپنے لیے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔

پس اگر اہلِ اسلام بعد دفنِ میّت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکم احادیثِ صحیحہ ان شاء اللہ تعالٰی اُس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میّت کے لیے دعا کرے کہ مغفور کی دُعا میں زیادہ رجائے اجابت ہو تو کیا گناہ ہُوا بلکہ عین مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن مسند عبداللہ بن عمر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۱۳۶

[2] " " " " " مرویات " " " " ۲/۱۲۸

دلیل دہم اذان ذکرِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی دافعِ عذاب، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما من شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ[1] — کوئی چیز ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔

رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا و البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ — اسے امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا (ت)

اور خود اذان کی نسبت وارد جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دن عذاب سے مامون ہوجاتی ہے، طبرانی معاجیم ثلثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا اذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم[2] وشاھدہ عندہ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ — جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالٰی اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے اور اس کی شاہد وہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے (ت)

اور بیشک اپنے بھائی مسلمان کے لیے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل وعلا کو محبوب و مرغوب، مولٰنا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح و دعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں،

فان الاذکار کلھا نافعۃ لہ فی تلک الدار[3] (کہ ذکر جس قدر ہیں سب میت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں۔ ت)

امام بدرالدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر فرماتے ہیں،

واما مصلحۃ المیت فمثل ماذا اجتمعوا — میت کے لیے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اُس کی

---

[1] مسند احمد بن حنبل مرویات معاذ ابن جبل مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵/۲۳۹

نوٹ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی کے الفاظ عبداللہ ابن عمر سے یوں ہی مروی ہیں جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ معاذ بن جبل سے یوں مروی ہیں، ما عمل آدمی عملا قط انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ الخ

[2] المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک حدیث ۷۴۶ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱/۲۵۷

[3] شرح عین العلم لملا علی قاری مع عین العلم الباب الثامن فی الصحبۃ والمؤلفۃ مطبوعہ امرت پریس لاہور ص ۳۳۲

〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۶۶

عندہ لقراءۃ القراٰن والذکر فان المیت ینتفع بہ[1] قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے (ت)

یارب مگر اذان ذکرِ محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔

دلیل یازدہم اذان ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باعثِ نزولِ رحمت۔

اوّلاً حضور کا ذکر عین ذکرِ خدا ہے امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالٰی ورفعنا لك ذکرك[2] میں فرماتے ہیں،

جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی[3] میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

اور ذکرِ الٰہی بلاشبہہ رحمت اُترنے کا باعث، سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں،

حفتھم الملٰئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ[4] انھیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکینہ اور چین اُترتا ہے۔

رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ اسے مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے (ت)

ثانیاً ہر محبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے، امام سفیٰن بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں،

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ[5] (نیکوں کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی اترتی ہے)

ابوجعفر بن حمدان نے ابوعمرو بن نجید سے اسے بیان کرکے فرمایا، فرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأس الصٰلحین[6] (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں)

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب موعظۃ المحدث عند القبر الخ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۸/ ۱۸۶

[2] القرآن ۹۴/ ۴

[3] نسیم الریاض شرح الشفاء زیرِ آیت مذکور مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۲۵

[4] صحیح المسلم باب فضل الاجتماع علٰی تلاوت القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۵

[5] اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ علی المعاصی الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/ ۳۵۰

[6] " " " " " " " " ۶/ ۳۵۱

پس بلاشبہہ جہاں اذان ہوگی رحمتِ الٰہی اُترے گی اور بھائی مسلمان کے لیے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع کو پسند ہے نہ کہ ممنوع۔

دلیل دوازدہم خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مُردے کو اُس نئے مکان تنگ و تار میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم[1] (مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ت) اور اذان دافعِ وحشت و باعثِ اطمینانِ خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب[2] (سُن لو خدا کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل)

ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نزل ادم بالھند فاستوحش فنزل جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام فنادی بالاذان الحدیث[3]۔

جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنّت سے ہندوستان میں اُترے اُنھیں گھبراہٹ ہُوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اُتر کر اذان دی۔ (الحدیث)

www.alahazratnetwork.org

پھر ہم اس غریب کی تسکین خاطر و دفعِ توحش کو اذان دیں تو کیا بُرا کریں حاشا بلکہ مسلمان خصوصاً ایسے بیکس کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند، حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ[4]۔

اللہ تعالٰی بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد میں ہے۔

رواہ مسلم و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ و

جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالٰی اس کی

---

[1] القرآن ۱۲/ ۵۳

[2] القرآن ۱۳/ ۲۸

[3] حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی ۲۹۹ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۵/ ۱۰۷

[4] صحیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن " قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۵

من فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه بها کربة من کرب یوم القیٰمة[1] رواہ الشیخان وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔

حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے اللہ تعالیٰ اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس کی سے دُور فرمائیگا۔ اسے بخاری ومسلم اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما سے روایت کیا ہے۔

دلیل سیزدہم مسند الفردوس میں حضرت جناب امیرالمومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی:

قال رأنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراك حزینا فمر بعض اهلك یؤذن فی اذنك فانه درء الهم[2]۔

یعنی مجھے حضور سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم وپریشانی کی دافع ہے۔

مولٰی علی اور مولٰی علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: فجربته فوجدته کذلك (ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا) ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ (اس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے کیا جیسا کہ مرقات میں ہے۔ ت) اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ میّت اُس وقت کیسے حزن وغم کی حالت میں ہوتا ہے مگر وہ خاص عباد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحبا بحبیب جاء علی فاقة (خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا۔ ت) فرماتے ہیں تو اس کے دفع غم والم کے لیے اگر اذان سُنائی جائے کیا معذور شرعی لازم آئے حاشاللہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ طبرانی معجم کبیر ومعجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم[3]۔

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری باب لایظلم المسلم المسلم الخ من ابواب المظالم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۳۰

[2] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان " مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۴۹

[3] المعجم الکبیر مرویات عبداللہ ابن عباس حدیث ۱۱۰۷۹ " المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/۷۱

www.alahazratnetwork.org

اُنھی دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیدنا حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موجبات المغفرۃ ادخالك السرور علی اخیك المسلم۔[1]

بیشک موجباتِ مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔

دلیل چہاردہم قال اللہ تعالٰی:

یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔[2]

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون۔[3]

اللہ کا ذکر اس درجہ ذکر بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔

اخرجہ احمد وابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ صححہ الحاکم وحسنہ الحافظ ابن حجر۔

اسے احمد، ابویعلی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے اسے صحیح اور حافظ ابنِ حجر نے حسن قرار دیا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذکر اللہ عند کل حجر و شجر۔[4]

ہر سنگ و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔

اخرجہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔

اسے امام احمد نے کتاب الزہد اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا (ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لھا حدا معلوما ثم عذر اھلھا فی حال

اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اُس کے لیے ایک حد معین کردی پھر عذر کی

---

[1] المعجم الکبیر مرویات حسن بن علی حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/۸۳، ۸۵

[2] القرآن ۳۳/۴۱

[3] مسند احمد بن حنبل من مسند ابی سعید الخدری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۶۸، ۷۱

[4] المعجم الکبیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ " المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۰/۱۵۹

العذر غیر الذکر فانه لم یجعل له حدا انتھی الیه ولم یعذر احدا فی ترکه الا مغلوبا علی عقله وامرھم به فی الاحوال کلھا۔[1]

حالت میں لوگوں کو اُس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔

اُن کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں:

الذکر الکثیر ان لایتناھی ابدا[2] (ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو)

ذکرھما فی المعالم وغیرھا (معالم وغیرہ میں ان دونوں کا ذکر ہے۔ ت) تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب و مرغوب و مطلوب و مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہو سکتی جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے، یہی حکم ہے کہ ہر سنگ و درخت کے پاس ذکرِ الٰہی کریں، قبرِ مومن کے پتھر کیا اس کے حکم سے خارج ہیں خصوصاً بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمہ دین مستحب ولہٰذا امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارۂ تلقین فرماتے ہیں:

لا نجد له حدیثا مشھورا ولا بأس به اذ لیس فیه الا ذکر اللہ تعالٰی قوله وکل ذٰلک حسن۔[3]

ہم اس میں کوئی مشہور حدیث نہیں پاتے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس میں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے۔

دلیل پانزدہم امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں:

یستحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعة قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمھا، ویشتغل القاعدون بتلاوة القرآن والدعاء للمیت والوعظ وحکایات اھل الخیر، واحوال الصالحین۔[4]

مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لیے دُعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر و حکایت میں مشغول رہیں۔

---

[1] تفسیر البغوی المعروف بمعالم التنزیل مع تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۵/۲۶۵

[2] " " " " " " " " ۵/۲۶۶

نوٹ: تفسیر معالم التنزیل سے حوالہ دیا گیا ہے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم یہی ہے جو اعلیٰحضرت نے بیان کیا ہے۔ نذیر احمد

[3] امام اجل ابو سلیمان خطابی

[4] الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار باب مایقول بعد الدفن مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۴۷

شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ لمعات شرح مشکوۃ میں زیرِ حدیث امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی، فرماتے ہیں:

قد سمعت عن بعض العلماء انہ یستحب ذکر مسئلۃ من المسائل الفقہیۃ[1] ۔ یعنی تحقیق میں نے بعض علماء سے سُنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلہ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعثِ نزولِ رحمت ست (نزولِ رحمت کا سبب ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں: مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست (ذکر مسئلہ فرائض مناسب حال ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں: اگر ختم قرآن کنند اولٰی و افضل باشد[2] (اگر قرآن پاک ختم کریں تو یہ اولٰی و بہتر ہے۔ ت) جب علمائے کرام نے حکایاتِ اہلِ خیر و تذکرۂ صالحین و ختم قرآن و بیان مسئلہ فقہیہ و ذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وجہ صرف وہی کہ میّت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور ان امور میں امیدِ نزول رحمت تو اذان کہ بشہادت احادیث موجب نزولِ رحمت و دفعِ عذاب ہے کیونکر جائز بلکہ مستحب[عہ] نہ ہوگی۔

بحمد اللہ یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر فائض ہوئیں ناظرِ منصف جانے گا کہ ان میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلۂ اہلِ سنّت و جماعت رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے تکمیل ترتیب و تسجیل تقریب سے ہر مقدمۂ منفردہ کو دلیل کامل اور ہر مذکور ضمنی کو مقصودِ مستقل کر دیا والحمد للہ رب العالمین (سب تعریف اللہ تعالٰی کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت) بااینہمہ ع

لاشک ان الفضل للمتقدم

(بیشک بزرگی پہل کرنے والے کے لئے ہے۔ ت)

عہ بالجملہ بحمد اللہ تعالٰی ان دلائل جلائل نے کالشمس فی وسط السماء واضح کر دیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بنظرِ عمومات شرع بوجوہ کثیرہ فردِ سنّت ہے شاید وہ بعض علما جنہوں نے اس کے سنّت ہونے کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابن حجر مکی و علامہ خیر رملی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے نقل کیا یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فردِ سنّت ہے نہ کہ فردِ سنّت ولہذا مناسب کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں اگر اوہام عوام معنی ثانی کی طرف جاتے سمجھیں واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی (م)

---

[1] لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاہور ۱/۲۰۰

[2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۰۱

2

ہم پر اُن اکابر کا شکر واجب جنھوں نے اپنی تلاش و کوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس دشوار کام کو ہم پر آسان کر دیا جزاھم اللہ عنا وعن الاسلام والسنۃ خیر جزاء و شکر مساعیھم الجمیلۃ فی حمایۃ الملۃ الغراء ونکایۃ الفتنۃ العوراء، وھنأھم بفضل رسول نفی علی حمید رضی یوم القضاء، وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ الاطائب الکرماء اٰمین۔

تنبیہاتِ جلیلہ ـــــ تنبیہ اوّل: ہمارے کلام پر مطلع ہونے والا عظمت رحمت الٰہی پر نظر کرے کہ اذان میں ان شاء اللہ الرحمٰن اُس میّت اور ان احیا کے لیے کتنے منافع ہیں، سات فائدہ میّت کے لیے:

(۱) بحولہٖ تعالٰی شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) بدولتِ تکبیر عذابِ نار سے امان۔

(۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا۔

(۴) ذکرِ اذان کے باعث عذاب قبر سے نجات پانا۔

www.alahazratnetwork.org

(۵) بہ برکتِ ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نزولِ رحمت۔

(۶) بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

(۷) زوالِ غم و سرور و فرحت۔

اور پندرہ احیا کے لیے، سات تو یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے۔

(۸) میّت کے لیے تدبیر دفع شیطان سے اتباعِ سنّت۔

(۹) تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

(۱۰) دعا عند القبر سے اتباعِ سنّت۔

(۱۱) بقصدِ نفعِ میّت قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

(۱۳) ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

(۱۴) مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جنھیں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر و خشک کی استغفار و شہادت

اور دلوں کو صبر و سکون و راحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں اللہ اکبر، اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، لا الٰہ 4
الا اللہ ، اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں، میت کے لیے وہ سات فائدے اور احیا کے لیے پندرہ،
انھیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں والحمد للہ رب العلمین تعجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے میت و
احیا کو ان فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے ہمیں تو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ ارشاد
فرمایا ہے :

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ[1]۔ رواہ احمد و مسلم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تم میں سے جس سے ہوسکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔ اسے احمد اور مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔

پھر خدا جانے اس اجازت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت کہاں سے
کی جاتی ہے واللہ الموفق۔

تنبیہ دوم : حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نیۃ المومن خیر من عملہ[2]۔ (مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے)

رواہ البیھقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف
یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اُس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دُوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر
عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کرسکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

---

[1] الصحیح لمسلم باب استحباب الرقیۃ من العین الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۲۴

[2] المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث ۵۹۴۲ " المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶/۱۸۵

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دُور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(۸) امرِ الٰہی خذوا زینتکم عند کل مسجد[۱] (اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔ ت) امتثال کو جاتا ہوں۔

(۹) جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کا مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار

www.alahazratnetwork.org

(۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

(۱۵) مسلمانوں سے میل۔

(۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلۂ رحم۔

(۱۷) اہلِ اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے سلام کا جواب دُوں گا۔

(۲۰) نمازِ جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱ و ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ والحمد للہ والسلام علٰی رسول اللہ۔

(۲۳ و ۲۴) دخول و خروج میں حضور و آلِ حضور و ازواجِ حضور پر درود بھیجوں گا اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا

---

[۱] القرآن ۷/ ۳۱

محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وعلیٰ ازواج سیدنا محمد۔

(۲۵) بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یرحمك اللہ کہوں گا۔

(۲۸ و ۲۹) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دُوں گا۔

(۳۱ و ۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دُوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (اللہ تعالٰی اسے اجر عطا فرمائے گا۔ ت)

(۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

www.alahazratnetwork.org

(۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

(۳۸ و ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سنت کروں گا۔

(۴۰ عہ) راہ میں جو لکھا ہُوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلك من نیات کثیرۃ تو دیکھئے کہ جوان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وُہ صرف حسنہ نماز کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم ہے پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہو گا۔ اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہیے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جُدا گانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میت کے لیے دُعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہُوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تقدیم چاہیے یہ ادب دعا بجا لاتا ہُوں الی غیر ذلك مما یستخرجہ العارف النبیل واللہ الہادی الٰی سواء السبیل (ان کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کرسکتی ہے، اللہ تعالٰی ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ ت) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع دنیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے

عہ یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس ۲۶ علمائے ارشاد فرمائیں اور چودہ ۱۴ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں ۱۲ منہ

لے القرآن ۴/۱۰۰

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی[1] (اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ۔ ت)

تنبیہ سوم : جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لیے ہے یہاں کون سی نماز ہو گی جس کے لیے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انھیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و منافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے از انجملہ گوشِ مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور بچے کے کان[عہ] میں اذان دینا سنا ہی ہوگا ان کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ نسیم الصبا میں ذکر کی ۔

تنبیہ چہارم : شرع مطہر کی اصل کلی ہے کہ جو امر مقاصدِ شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود، اور حکم مطلق اس کے تمام افراد میں جاری و ساری، جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہیِ شرع وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسن مطلق حسن مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسن مطلق ہے اُس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثباتِ ممانعت ذمہ مانع، معہذا اصل اشیا میں اباحت تو قائل جواز متمسک باصل ہے کہ اصلا دلیل کی حاجت نہیں رکھتا اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع خصوصیت کے لیے منع خاص وارد ہونے کی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم و زبردستی ہی نہیں بلکہ دائرہ عقل و نقل سے خروج اور مطمورہ[2] سفہ و جہل میں کامل ولوج ہے علمائے سنت شکر اللہ تعالٰی مساعیہم الجمیلہ ان سب مباحث کو اعلٰی درجہ پر طے فرما چکے ۔ ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ و دیگر قواعد نافعہ بدیعہ کی تنقیح بالغ و تحقیقِ بازغ حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ

عہ بعض احمق جاہل گوشِ مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز توبعد موتِ مولود ہوتی ہے یعنی نمازِ جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذانِ گوشِ مولود کو نمازِ جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نمازِ جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنٰی افعال نماز ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلٰی افعالِ نماز ہے جس دن کشفِ ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے منافق سجدہ نہ کر سکیں گے جس کا بیان قرآنِ عظیم سورۂ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی ۔ (م)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح خطبۃ الکتاب مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۱

[2] بیوقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہونا ہے ۔

من معجزاتِ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین سید العلماء سند الکملا تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہٗ ورزقنا برہٗ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد وکتاب لاجواب اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیرہا میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ (١٢٩٩ھ) و رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (١٣٠٢ھ) و رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا (١٣٠٢ھ) وغیرہا تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں، حضرات مخالفین باآنکہ ہزارہا بار گھر تک پہنچ چکے۔ اگر پھر ہمت فرمائیں گے ان شاء اللہ العزیز وہ جواب باصواب پائیں گے جس کے انوارِ باہرہ ولمعاتِ قاہرہ سے حضور باطل کی آنکھیں جھپکیں اور اُس کی سُہانی روشنیوں و دلکشا تجلیوں سے حق وصواب کے نورانی چہرے دمکیں و باللہ التوفیق وہو المعین۔ والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین اٰمین اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین الحمد للہ کہ یہ رسالہ آخر محرم ١٣٠٧ھ سے دو جلسوں میں تمام ہوا واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تمّت بالخیر

محمدی سنی حنفی قادری ١٣٠١
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان